میں حنفی کیسے بنا؟

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
حجۃ اللہ فی الارض
ترجمان احناف
امام المناظرین

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

میں حنفی کیسے بنا؟

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ..... اما بعد .

دیہات کی زندگی تھی اور میرا بچپن، سوال یہ تھا کہ اسے قرآن پاک کی تعلیم کہاں دلائی جائے؟ گاؤں میں ایک مسجد تھی جس میں تقریباً ہر جمعہ جھگڑا ہوتا۔ بریلوی حضرات چاہتے تھے کہ یہاں ہمارا امام مسجد مقرر ہو اور غیر مقلدین چاہتے تھے کہ ہمارا امام مقرر ہو اور ہمارے دیوبندی مسلک کا ایک ہی گھر تھا نہ کسی گنتی میں، نہ شمار میں۔ کئی دفعہ جھگڑا طول پکڑ جاتا تو چھ چھ ماہ مسجد میں کوئی بھی امام نہ ہوتا اور کبھی دو دو جماعتیں شروع ہو جاتیں۔ والد صاحب اس بارہ میں پریشان تھے آخر انہوں نے یہی فیصلہ فرمایا کہ اہل بدعت کی نسبت غیر مقلدین توحید میں اچھے ہیں ان کے پاس ہی قرآن پڑھالیا جائے۔ چنانچہ مجھے تعلیم قرآن کے لئے ایک غیر مقلد حافظ صاحب کے سپرد کر دیا گیا۔

طریقہ تعلیم: چونکہ سکول میں، میں پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ابجد شناس تو تھا ہی اس لئے شروع سے ہی پہلے پارہ سے سبق شروع ہو گیا تھا۔ استاد جی دو تین آیات کہلوا دیتے ہم رٹ لیتے اس کے بعد استاد جی ہمیں بتاتے کہ میں نے فلاں حنفی مفتی کو شکست دی، فلاں حنفی عالم کو لاجواب کر دیا، دنیا بھر میں کوئی حنفی نہیں نہ دیوبندی نہ بریلوی جو ہمارا سامنا کر سکے۔ پھر وہ کوئی اشتہار لے کر بیٹھ جاتے کہ دیکھو یہ اشتہار بیس سال پرانا ہے اس میں دنیا بھر کے حنفیوں کو چیلنج دیا گیا تھا کہ صرف ایک حدیث دکھا دو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ آج کے دن میں نے رفع یدین کو منسوخ کر دیا، ایک حدیث دکھا دو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ ایک صدی کے بعد میرا دین منسوخ ہو جائے گا اور ابو حنیفہ کی تقلید میری امت پر فرض ہو جائے گی۔ یہ اشتہار دیوبند بھیجا گیا مگر کوئی حدیث نہ دکھا سکا ہزار ہزار روپے انعام بھی رکھا گیا مگر ہمارے سامنے کوئی کھڑا نہ ہو سکا لیکن استاد جی کے جھوٹے علمی معرکے ہی ہم خالی الذہن طلباء کو مرعوب کرنے کے لئے کافی ہوتے تھے لیکن جب کبھی وہ ساتھ یہ فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ دہلی جاتے ہوئے دیوبند اتر گیا نماز کا وقت تھا تمام اساتذہ کرام اور طلباء مسجد میں جمع تھے میں نے کھڑے ہو کر اشتہار دکھایا کہ یہ اشتہار بیس سال متواتر آپ کے مدرسہ میں بھیجا جا رہا ہے آپ احادیث کیوں نہیں لکھ کر بھیجتے؟ تو استاد جی بتاتے کہ وہاں کے اساتذہ نے بڑی لجاجت سے یہ بات فرمائی

کہ ہم نے یہ احادیث کبھی دیکھیں نہ پڑھیں۔آپ ہم سے بار بار احادیث کا مطالبہ کر کے ہمیں شرمندہ کیوں کرتے ہیں۔استاد جی کی ان نوازشات کے بعد ہم پر نا امیدی کا عالم طاری ہو جاتا کیونکہ ہم نے گھر میں یہی سنا تھا کہ دیوبند کا مدرسہ دنیا بھر میں بہت بڑا مدرسہ ہے۔جب ہمارے استاد جی دیوبند کے اساتذہ کو بھی لاجواب کر آئے تو اب حدیث کہاں سے ملے گی؟؟

اختلاف کیا ہے؟ اب ظاہر ہے کہ ہم استاد جی سے پوچھتے کہ استاد جی آپ کا اور اہلسنت کا اختلاف کیا ہے؟ تو استاد جی فرماتے ، بیٹا! کلمہ ہم بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھتے ہیں اور وہ بھی کلمہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی پڑھتے ہیں۔اس بات پر ہمارا اور ان کا اتفاق ہے آگے ہم کہتے ہیں جس کا کلمہ پڑھو، بات بھی اسی کی مانو۔وہ کہتے ہیں کہ نہیں، ہم کلمہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھیں گے اور بات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مانیں گے۔ہم پوچھتے استاد جی! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگر مسلمان عالم تھے تو یقیناً نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی باتیں لوگوں کو سمجھاتے ہوں گے کیونکہ خیر القرون کے مسلمان عالم کے بارہ میں یہ سوچا ہی نہیں جا سکتا کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جان بوجھ کر باتیں بتائے۔استاد جی فرماتے کہ ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہت نیک آدمی تھے مگر ان کے زمانہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث جمع نہیں ہوئیں تھیں اس لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے مسائل قیاس سے بیان کر دیے لیکن ان کے ساتھ ہی یہ بھی تاکید فرما دی تھی کہ میرا جو قول حدیث کے خلاف ہو، اسے چھوڑ دینا۔لیکن یہ حنفی ضد کرتے ہیں اس وقت ہمیں اتنا شعور نہیں تھا کہ استاد جی سے پوچھتے کہ استاد جی کیا وجہ ہے کہ امت کو فقہ جمع کرنے کی ضرورت پہلے پڑی اور حدیث کی بعد میں۔اصحاب صحاح ستہ یقیناً فقہ کے ائمہ اربعہ کے بعد ہوئے مگر کسی نے بھی اپنی کتاب میں نہ فقہ حنفی کے رد کا باب باندھا نہ فقہ شافعی کے رد کا۔

علم حدیث: پھر استاد جی ہمیں بتاتے کہ جس طرح کپڑا کپڑے کی دوکان سے ملتا ہے، شکر شکر کی دکان سے اسی طرح حدیث صرف اور صرف اہل حدیث سے ملتی ہے اور کسی مدرسہ میں حدیث پڑھائی ہی نہیں جاتی۔اگر ہمارے مدرسہ سے تم چلے گئے تو ساری عمر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤ گے لیکن تمہارے کان نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک حدیث کو ترسیں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی احادیث صرف اور صرف ہمارے ہاں ہی پڑھائی جاتی ہیں اور بس۔ اس وقت ہمیں بھی سمجھ نہ تھی اور نہ پتہ تھا کہ ان اہل حدیثوں کے بھائی اہل قرآن بھی ہیں اور وہ بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں لیکن یہ تو استاد جی کا فرض تھا کہ ہمیں بتاتے کہ بیٹا قرآن صرف اہل قرآن سے پڑھنا چاہیئے کیونکہ ہمارا قرآن سے کیا تعلق؟ بہرحال! ہم سے یہ منوایا گیا کہ ہم دو چار آدمی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کو مانتے ہیں باقی سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کے منکر ہیں۔

سوشہیدوں کا ثواب: ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ نوافل کا ادا کرنا تو درکنار، اس پر تو ہم مذاق اڑایا کرتے تھے سنتیں بھی خاص ضروری نہ تھیں۔ کیونکہ حنفی نوافل اور سنتوں کا پورا اہتمام کرتے تھے، ہاں جو سنتیں مردہ ہو چکی تھیں ان کو زندہ کرنے کی بڑی تاکید کی جاتی تھی مثلاً: نماز باجماعت میں ساتھ کے ٹخنے پر ٹخنہ مارنا سنت ہے جو مردہ ہو چکی ہے اس پر عمل کرنا سو شہیدوں کا ثواب ہے اسی طرح بلند آواز سے ''آمین'' کہنا سنت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو لوگ ''آمین'' سے چڑا کریں گے وہ میری امت کے یہودی ہوں گے اس لیے ''آمین'' اتنی بلند آواز سے کہو کہ جتنے حنفیوں کے کانوں تک آواز جائے گی اتنے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا اور یہودیوں کو چڑانے کا ثواب الگ۔

حقیقۃ الفقہ: اس کے ساتھ استاد جی کے پاس مولوی محمد یوسف جے پوری کی کتاب حقیقۃ الفقہ اور مولوی محمد رفیق پسروری کا رسالہ شمشیر محمدیہ بر عقائد حنفیہ اور مولوی محمد جونا گڑھی کی شمع محمدی کتابیں تھیں۔ استاد جی ہمیں لے کر بیٹھ جاتے اور اس میں سے کوئی مسئلہ سناتے پھر پانچ منٹ تک ہم اور استاد جی کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ توبہ کرتے کہ ہائے ایسا گندا مسئلہ نہ ہندوؤں کی کتابوں میں ہے نہ سکھوں کی کتابوں میں۔ ہائے اللہ! اگر ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کو اس مسئلے کا علم ہو گیا تو وہ مسلمانوں کو کتنا ذلیل سمجھیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں یہ بات خوب ذہن نشین کرائی جاتی تھی کہ دنیا میں حنفی مذہب نعوذ باللہ اتنا گندا مذہب ہے کہ ہندو، سکھ، مجوسی اور یہودیوں سمیت سب کافر بھی اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

طریق کار: اب جب کہ ہمارا ذہن پختہ ہو گیا تو استاد جی فرماتے کسی ایک دو سادہ حنفی نوجوانوں کو اکسایا کرو کہ ہمیں اپنے مولوی صاحب کے پاس لے چلو اگر وہ ہمیں حدیث دکھا دیں گے تو ہم حنفی ہو جائیں گے۔ وہ بیچارے ہمیں لے جاتے ہم پوچھتے کہ مولانا یہ حدیث دکھائیں کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھے چھوڑ کا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرنا؟ سوال کرنے کے بعد ہم اس کا جواب کبھی غور سے نہیں سنتے تھے۔ ہاں ہر دومنٹ کے بعد ان کو لے کر جانے والے حنفیوں کو گواہ بنا کر کہتے کہ دیکھو مولوی صاحب نے ایک حدیث بھی نہیں سنائی تو فطری بات تھی کہ مولوی صاحب کو غصہ آجاتا تو ہم اٹھ کر آجاتے۔ استاد جی بہت خوش ہوتے اور کئی دیہاتوں میں ہماری نمائش کرائی جاتی کہ دیکھو اس لڑکے نے فلاں حنفی مولوی صاحب کو لاجواب کر دیا ہے وہ ایک سوال کا جواب بھی نہیں دے سکا۔ ایک بھی حدیث اسے نہیں آتی (جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا) کے زور دار نعرے لگائے جاتے۔

چھ نمبر: استاد جی اس فن کے ماہر تھے، فرماتے تھے کہ حنفیوں کو زچ کرنے کے لئے، قرآن، حدیث یا فقہ کی ضرورت نہیں ہر ان پڑھ ان کو تنگ کر کے سوشہیدوں کا ثواب لے سکتا ہے۔

1: جب کسی حنفی کو ملو تو پہلے ہی اس پر سوال کر دو کہ آپ نے جو گھڑی باندھی ہے اس کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟ اس قسم کے سوال کرنے کے لئے کسی علم کی ضرورت نہیں۔ آپ ایک چھ سالہ بچے کو میڈیکل سٹور میں بھیج دیں وہ دوائی پر ہاتھ رکھ کر یہ سوال کر سکتا ہے کہ اس دوائی کا نام کس حدیث میں ہے؟ اس سوال کے بعد آ کر اپنی مسجد میں بتانا ہے کہ میں نے فلاں حنفی مولوی صاحب سے حدیث پوچھی وہ نہیں بتا سکتے پھر ہر غیر مقلد بچے اور بوڑھے کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر ہر گلی میں پروپیگنڈہ کرے کہ فلاں حنفی مولوی صاحب کو ایک بھی حدیث نہیں آئی۔

2: دوسرا نمبر یہ ہے کہ خدانخواستہ اگر تم کہیں پھنس جاؤ اور تمہیں کوئی کہے کہ تم نے جو پین جیب میں لگا رکھا ہے اس کا نام حدیث میں دکھاؤ؟ تو گھبرانا نہیں فوراً اس سے پوچھو کہ کس حدیث میں یہ منع ہے؟ اور شور مچا دو کہ منع کی حدیث نہیں دکھا سکے نہ کام کے کرنے کی حدیث دکھا سکے نہ فلاں کام کے منع کی حدیث دکھا سکے۔ اب سب غیر مقلد یہ پروپیگنڈہ کریں گے جی! کہاں سے بیچارے حدیث لائیں فقہ ہی تو ساری عمر پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

3: اور اگر کسی جگہ پھنس جاؤ اور کوئی صاحب کوئی حدیث کی کتاب لے آئے کہ تم اہل حدیث ہو۔ دیکھو کتنی احادیث میں جن پر تمہارا عمل نہیں۔ تو گھبرانے کی ضرورت نہیں، فوراً ایک قہقہہ لگا کر کہا کرو،

لو جی! یہ حدیث کی پتہ نہیں کون سی کتاب لے آئے۔ ہم تو صرف ''بخاری و مسلم'' اور اگر زیادہ مجبوری ہو تو ''صحاح ستہ'' کو مانتے ہیں۔ باقی حدیث کی کتابوں کا پوری ڈھٹائی سے نہ صرف انکار کرو بلکہ استہزاء بھی کرو اور اتنا مذاق اڑاؤ کہ پیش کرنے والا ہی بے چارہ شرمندہ ہو کر حدیث کی کتاب چھپا لے اور آپ کی جان چھوٹ جائے۔

4: اگر بالفرض کوئی ان چھ کتابوں میں سے کوئی حدیث دکھا دے جو تمہارے خلاف ہو تو فوراً کوئی شرط اپنی طرف سے لگا دو کہ فلاں لفظ دکھاؤ تو ایک لاکھ روپیہ انعام لے لو، جیسے مرزائی کہتے ہیں کہ ان الفاظ میں حدیث دکھاؤ کہ مسیح علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے وہ حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ہو (بالکل اسی طرح غیر مقلدین کہتے ہیں کہ رفع یدین کے ساتھ منسوخ کا لفظ دکھاؤ) اور اپنے لفظ کے مطالبہ کرنے پر اتنا شور مچاؤ کہ وہ خود ہی خاموش ہو کر رہ جائے۔

5: اگر بالفرض وہ لفظ مل ہی جائے اور مخالف دکھا دے کہ دیکھو! جس ''لفظ'' کا تم نے مطالبہ کیا تھا وہ مل گیا ہے تو پورے زور سے تین مرتبہ اعلان کر دو یہ حدیث ضعیف ہے، ضعیف ہے، ضعیف ہے۔ اب حدیث بھی نہ ماننی پڑی اور رعب بھی قائم ہو گیا کہ دیکھو مولوی صاحب کو اس حدیث کے بارے میں تحقیق ہی نہیں تھی (اس ان پڑھ کو پتہ چل گیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے)

6: چھٹا اور آخری نمبر استاد جی تاکید فرماتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھتا اس کو نہیں کہنا کہ نماز پڑھا کرو! ہاں جو نماز پڑھتا ہو اور اس کو ضرور کہنا ہے کہ تیری نماز نہیں ہوتی، بس یہ چھ نمبر ہمارے مذہب کی بنیاد تھے۔ میرے والد صاحب پابندِ صوم وصلوٰۃ، تہجد گزار تھے، روزانہ سے جھگڑا ہوتا کہ نہ تمہاری نماز ہے، نہ تمہارا دین ہے، نہ تمہاری تہجد قبول ہے، نہ کوئی اور عبادت۔ والد صاحب فرماتے لڑا نہیں کرتے تیری نماز بھی ہو جاتی ہے اور ہماری بھی۔ میں کہتا کتنا بڑا دھوکا ہے کیا ایک خدا نے دو نمازیں اتاری ہیں ایک مدینہ میں، ایک کوفہ میں۔ ہماری نماز نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی نماز ہے جو ہمیں جنت میں لے کر جائے گی۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ بکواس نہ کیا کرو! ہم اس کو اپنی بہت بڑی فتح سمجھتے تھے اور ساتھ یہ رعب بھی جماتے کہ میں تو آپ کا بہت احترام کرتا ہوں ورنہ اگر میں فقہ کا گند کھول دوں تو اس کی بدبو سے سب کے دماغ پھٹ جائیں گے۔ چند سال اسی صورت میں گزر گئے۔

نقل مکانی: ہم وہاں سے دوسری جگہ چلے گئے وہاں نہ کوئی اکسانے والا نہ شاباش دینے والا۔البتہ شہر کے ایک مدرسہ کے اندر میں ایک وقت پڑھنے کے لیے چلا جاتا۔وہاں میرے اسباق ''علم النحو ، بلوغ المرام اور نسائی شریف'' تھے۔مقصد تعلیم کسی کتاب کا پورا پڑھنا نہیں ہوتا تھا۔بس فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین، سینے پر ہاتھ باندھنا، ٹانگیں چوڑی کرنا، وغیرہ۔اگر آجائیں تو فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوجانا یقینی تھا۔البتہ اب گاؤں والی وہ گرما گرمی باقی نہ رہی تھی۔

تحریک ختم نبوت: اسی دوران 1953ء کی تحریک ختم نبوت چلی ہمارے لکھوی صاحبان تحریک کے مخالف تھے کیونکہ وہ قادیانیوں کو مسلمان کہتے تھے۔اس تحریک میں علاقہ چھچھ کے دو بزرگ حضرت مولانا سید محمد عبدالحنان صاحب قدس سرہ العزیز تاجک والے اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب قدس سرہ العزیز سابق شیخ الحدیث تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی، اپنے علاقہ سے تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں گرفتار ہوئے ان دونوں حضرات کو ساہیوال جیل منتقل کردیا گیا۔اس جیل میں اوکاڑہ کے قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب سیوہاروی فاضل دیوبند بھی موجود تھے۔اول الذکر دونوں بزرگ فاضل دیوبند اور امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہ کے اخص تلامذہ میں سے تھے حضرت مولانا سیوہارویؒ نے دونوں حضرات کو راضی کرلیا کہ وہ رہائی کے بعد اوکاڑہ میں تدریس فرمائیں گے چنانچہ دونوں حضرات اوکاڑہ تشریف لے آئے۔احناف نے ''اوکاڑہ میں علم وعرفان کی بارش'' کے عنوان سے بہت اشتہارات شائع کیے اوران حضرات کا شاندار استقبال کیا۔

مناظرہ کا شوق: اس وقت میرے غیر مقلد استاد جناب مولانا عبدالجبار صاحب محدث کھنڈیلوی تھے آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ سنا ہے علامہ انور شاہ کے شاگرد آئے ہیں ان سے مناظرہ کرنا ہے۔میں نے کہا حضرت! وہ کیا کریں گے؟ خود امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) بھی قبر سے اٹھ کر آجائیں تو ہمارا مقابلہ نہیں کرسکیں گے (معاذ اللہ) ہمارے پاس حدیث ہے ان کے پاس قیاس۔استاد جی اس پر بہت خوش ہوئے دعائیں دیں اور ایک اشتہار دیا جس کا عنوان تھا ''دنیا بھر کے حنفیوں کو گیارہ ہزار روپے انعام کا کھلا چیلنج''، فرمایا یہ اشتہار لے جاؤ! فتح یقیناً تمہاری ہے۔

عیدگاہ میں: ان حضرات کا قیام عیدگاہ کے مدرسہ میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا عبد الحنان صاحب کے گرد بہت مخلوق ہے اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب کے گرد کچھ کم لوگ ہیں۔ میں نے اندازہ لگایا کہ اول الذکر ان دونوں حضرات میں سے بڑے عالم ہیں میں ان کے پیچھے چارپائی پر بیٹھ گیا ۔حضرت کے کندھے، پھر سر کو سہلانا شروع کر دیا حضرت نے دو تین دفعہ میری طرف دیکھا اور خاموش رہے، چوتھی مرتبہ پوچھا کہ کیا کام کرتے ہو؟ میں بھی موقع کی تلاش میں تھا۔ جھٹ جیب سے اشتہار نکال کر حضرت کے سامنے پھیلا دیا اور عرض کیا کہ حضرت اہل حدیث حضرات نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے وہ فی حدیث ہزار روپیہ انعام بھی دیتے ہیں لیکن ہمارے علماء کے پاس کوئی حدیث نہیں ہے۔ آپ ضرور رہنمائی فرمائیں اور یہ حدیث لکھوا دیں جن میں ان گیارہ سوالوں کا جواب ہو۔ حضرت نے فرمایا: ''میں نے پنجاب میں تدریس بہت کم کی ہے میری اردو زیادہ صاف نہیں۔ مولانا عبدالقدیر صاحبؒ نے اکثر تدریس پنجاب میں کی ہے اور ان کی اردو بھی صاف ہے اور ان کو ان مسائل میں دلچسپی بھی ہے ان سے سمجھ لو۔'' میں اٹھا اور مولانا عبدالقدیر صاحب کی طرف چلا ادھر حضرت نے مولانا کو آواز دی کہ ''مولانا لڑکا ذہین ہے آپ اس کو سمجھائیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑی امید ہے کہ انشاء اللہ پہلے ہی جلاب سے گند نکل جائے گا۔'' حضرت کے فرمانے پر مولانا نے میرے ہاتھ سے اشتہار لیا اور پڑھنے لگے۔ مولانا اشتہار پڑھ رہے تھے اور میں مولانا کا چہرہ پڑھ رہا تھا۔ کبھی تھوڑا سا زیر لب مسکرا دیتے کبھی پیشانی پر ناراضگی کی شکن ابھر آتے۔ بہرحال! مولانا نے پورا اشتہار پڑھ لیا۔

نیت: حضرت نے سب سے پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ ''بیٹا اپنی نیت درست کر لو اگر کوئی شخص اس نیت سے مسئلہ پوچھتا ہے کہ دین کا مسئلہ سمجھ کر عمل کرنا ہے تو مسئلہ پوچھنے کا اجر الگ ملتا ہے اور اس پر عمل کرنے کا الگ اور اگر کسی شخص کی نیت مسئلہ پوچھنے میں شرارت یا فتنہ کی ہو تو مسئلہ پوچھنے کا گناہ الگ ہوگا اور شرارت کا الگ۔'' اور فرمایا: ''میں تو اس نیت سے مسئلہ سمجھاؤں گا کہ خالص اللہ کی رضا مقصود ہے اور بس۔'' میں نے کہا کہ ''میں بھی اللہ ہی کی رضا کے لئے سمجھنا چاہتا ہوں۔''

دلیل کس کے ذمہ؟ حضرت نے فرمایا: ''کہ اس اشتہار میں بہت سے دھوکے ہیں مگر مولویوں کے دھوکے مولوی ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہر شخص کے بس کا روگ نہیں۔'' فرمایا: ''اگرچہ اشتہار والے نے اپنے اپ

کو اہل حدیث لکھا ہے مگر دراصل یہ منکر حدیث ہے کیونکہ مشہور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ’’البینة علی المدعی ‘‘ (ترمذی: ج1 ص249) کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہوتے ہیں اور دنیا کی عدالت بھی ہمیشہ مدعی سے ہی گواہ مانگتی ہے ان گیارہ کے گیارہ مسائل میں مدعی غیر مقلد ہیں، دلیل ان کے ذمہ ہے۔ مگر انہوں نے اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے الٹے ہم سے ہی سوال کر ڈالے ہیں۔‘‘ فرمایا اس کو مثال سے سمجھو۔ رافضی اذان میں کچھ کلمات زیادہ کہتے ہیں۔ مثلاً اشهد ان علیا ولی الله الخ اب ہمیں تو حق ہے کہ ان سے سوال کریں کہ آپ کسی آیت یا حدیث سے ثابت کریں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کم از کم حضرت علیؓ سے ان کلمات کا ثبوت ہو مگر وہ قیامت تک اس کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے جاہل مریدوں کو دھوکا دینے کے لئے اگر یوں سوال بنائیں جس طرح اس غیر مقلد نے بنایا ہے کہ دنیا بھر کے غیر مقلد اکٹھے ہو کر ایک حدیث صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح ایسی پیش کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا حضرت علیؓ نے اذان میں یہ کلمات کہنے سے منع فرمایا ہو تو منع کا لفظ دکھانے پر مبلغ ایک لاکھ (1,00,000) روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ اب تم ایسی حدیث اپنے استاد سے لکھوا لاؤ یا شیعہ مذہب کا سچا ہونا اور غیر مقلدوں کے مذہب کا جھوٹا ہونا مان لو کہ ساری دنیا کے غیر مقلد ایک حدیث نہیں دکھا سکے۔‘‘ میں نے کہا: ’’ہم کیوں حدیث دکھائیں؟ جو یہ کلمات زائد کہتے ہیں وہی اس کا ثبوت پیش کریں۔ ہمیں منع کی حدیث سنانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ سوال تو محض دھوکا ہے۔‘‘ فرمایا: ’’پھر رفع یدین تم کرتے ہو اور حدیث ہم سے منع کی مانگتے ہو یہ بھی ایسا ہی دھوکا ہے۔‘‘ پھر فرمایا: ’’دیکھو! قرآن پاک کی پہلی سورت فاتحہ ہے اس کا نام ’’ام القرآن‘‘ ہے اور اسی پر زیادہ جھگڑے ہیں کوئی فاتحہ علی الطعام (کھانے پر فاتحہ پڑھنا) پر لڑتا ہے اور کوئی فاتحہ خلف الامام (مقتدی کے فاتحہ پڑھنے) پر جبکہ سورت فاتحہ میں بنیادی طور پر دو ہی مسئلے ہیں، مسئلہ توحید اور مسئلہ تقلید۔ فاتحہ علی الطعام والوں کو توحید اچھی نہیں لگتی اور فاتحہ خلف الامام والوں کو تقلید اچھی نہیں لگتی۔ یعنی پوری فاتحہ ماننے کو دل کسی کا بھی نہیں چاہتا۔‘‘ پھر مجھ سے پوچھا کہ ’’اگر تمہارا مناظرہ فاتحہ علی الطعام والوں سے ہو جائے تو آپ ان سے سوال کریں گے کہ ایصال ثواب کی نیت سے کھانے پر فاتحہ پڑھنے کی حدیث لاؤ یا ان کو بھی سوال کا حق دیں گے کہ ساری دنیا کے غیر مقلدین مل کر صرف ایک حدیث صحیح صریح مرفوع غیر

مجروح ایسی پیش کر دیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص ایصال ثواب کی نیت سے کھانا سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو۔ خاص منع کا لفظ دکھانے پر ہم ایک لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔''

فرمایا: ''جاؤ! ایسی حدیث لے آؤ! میں نے کہا: ''جب کھانے پر فاتحہ وہ پڑھتے ہیں تو وہ دلیل لائیں ہم سے منع کی دلیل کیوں مانگتے ہیں؟'' فرمایا: ''کہ امام کے پیچھے فاتحہ تم پڑھتے ہو یا ہم؟ میں نے کہا: ہم۔ فرمایا: ''پھر ہم سے منع کی حدیث کیوں مانگتے ہو؟ کیا شعیب علیہ السلام کی قوم کی طرح آپ کے لینے کے باٹ اور ہیں اور دینے کے باٹ اور ہیں؟ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان یاد نہیں کہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرو جو تمہیں اپنے لیے پسند ہو۔'' (بخاری شریف ص 6)

دلیل خاص کا مطالبہ: فرمایا: ''مدعی سے بھی دلیل کا مطالبہ تو کیا جا سکتا ہے، مگر دلیل خاص کا مطالبہ جائز نہیں ہوتا۔ یہ تو کافروں کا طریقہ تھا کہ وہ ان معجزات کو نہیں مانتے تھے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے بلکہ اپنی طرف سے شرطیں لگا لگا کر فرمائشی معجزات کا مطالبہ کرتے تھے۔ پھر اگر فرمائشی معجزہ نہ دکھایا جاتا تو ان کو یہ حق تو تھا کہ کہتے کہ ہمارا فرمائشی معجزہ نہیں دکھایا گیا۔ مگر وہ یہ پروپیگنڈہ کرتے تھے کہ سرے سے کوئی معجزہ دکھایا ہی نہیں گیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی آئے اور کہے کہ ''میں بہت گنہگار ہوں، ساٹھ سال عمر ہو گئی ہے کبھی نماز نہیں پڑھی آج توبہ کرنے آیا ہوں۔ آپ مجھے مکمل نماز کا طریقہ سکھا دیں مگر میری صرف ایک شرط ہے کہ نمازوں کی رکعتیں بھی قرآن سے دکھائیں، ثناء بھی، تشہد بھی، درود شریف کے الفاظ بھی۔ صرف قرآن سے دکھائیں کیونکہ میں خدا کی عبادت صرف خدا کی کتاب کے مطابق کرنا چاہتا ہوں اور کسی کو نہیں مانتا۔'' تو کیا آپ اس کو یہ سب چیزیں قرآن سے دکھا دیں گے؟ اگر نہ دکھا سکیں اور یہ کہے کہ قرآن سے نماز سکھا سکے تو ٹھیک ہے مگر یوں کہے کہ ان مسائل کا کوئی ثبوت نہیں دے سکے تو یہ بات غلط ہے اسے کہتے ہیں دلیل کو خاص کرنا۔ اگر کسی عدالت کے ساتھ یہ معاملہ کیا جائے تو وہ عدالت مدعی سے گواہ مانگے گی مدعی جو گواہ بھی پیش کرے آپ کو اس گواہ پر جرح کا پورا حق دے گی مگر آپ کو گواہ خاص پر ضد کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ مثلاً: مدعی نے زید کو گواہ بنایا عدالت آپ سے کہے کہ اس پر جرح کرو! آپ کہیں کہ میں اس کو گواہ نہیں مانتا۔ ملک کا صدر یا وزیر اعظم گواہی دے تو میں مانوں گا تو کیا کوئی عدالت اس غلط اصول پر چل سکے گی؟

ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یا استاد کی شرط پر: حضرت نے فرمایا: ''جیسے کافر، ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہیں رکھتے تھے بلکہ اپنے فرمائشی معجزے پر رکھتے تھے اسی طرح تم یہ بات دل سے نکال دو! کہ تمہارا ایمان نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔ ہرگز نہیں! بلکہ تمہارا ایمان صرف اپنے استاد کی شرط پر ہے۔ جس طرح کافر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے تھے کہ جو ہم کہتے ہیں وہ اللہ تعالی سے کہلوا دو یا اللہ تعالی سے کروا دو تو ہم مان لیں گے ورنہ نہیں۔'' اسی طرح آپ کے استاد آپ کو ایک عبارت لکھ دیتے ہیں کہ بعینہ یہ الفاظ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہلوا دو تو ہم مان لیں گے ورنہ اس سے پہلے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از خود فرمایا ہے وہ ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔'' اب میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ بات تو مولانا بالکل صحیح فرما رہے ہیں ہمیں کوئی سو احادیث بھی سنا دے تو ہم اس پر توجہ ہی نہیں دیتے تھے بلکہ بیکار سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے کہ ہمارے استاد نے جو لفظ مانگا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں نہیں فرمایا۔ یہ تو گویا رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشورہ دینا ہے کہ اگر آپ نے ہماری شرط کے مطابق ہمارا ہی لکھا ہوا فقرہ بیان نہ فرمایا تو ہم ہرگز آپ کی بات نہیں مانیں گے۔''

ایک سوال: میں نے عرض کیا کہ ''حضرت! آپ بھی کوئی سوال ایسا بتا سکتے ہیں کہ اس میں صرف حدیث کا مطالبہ ہو اور ساتھ انعام کا بھی وعدہ ہو اور ہمارے استاد بھی اس طرح کی حدیث پیش نہ کر سکیں بلکہ اس سوال کو دھوکا کہنے پر مجبور ہوں جیسے آپ ان کے سوالات کو دھوکا فرما رہے ہیں۔'' مولانا نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ''کیا دھوکا بھی اچھی چیز ہے کہ ہم بھی شروع کر دیں؟'' میں نے کہا: ''مجھے سمجھانے کے لیے آپ ضرور کوئی سوال لکھ دیں تو حضرت نے اسی اشتہار کی دوسری طرف سوال لکھا کہ آپ اپنی ہی شرط کے موافق ایک ہی حدیث صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح ایسی پیش فرمائیں جس سے یہ ثابت ہو کہ دلیل شرعی صرف حدیث صحیحِ، صریح، مرفوع، غیر مجروح میں ہی منحصر ہے۔ تو میں آپ کو پچاس ہزار روپے نقد انعام دوں گا۔'' اور مولانا نے اس پر دستخط فرما دیے۔ ان کے دستخط فرمانے سے میں سوچنے لگا کہ ہمارے استاد جی تو ہمیں روزانہ تاکید کیا کرتے تھے کہ چیلنج پچاس ہزار روپے سے کم کا نہیں دینا مگر دستخط کبھی پانچ پیسے پر بھی نہیں کرتے لیکن مولانا نے پچاس ہزار روپے پر بلا جھجک دستخط فرما دیے۔

واپسی: اب میں وہ اشتہار لے کر اٹھا واپس آیا تو استاد جی بڑی بے قراری سے گیٹ پر کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے۔ جیسے میں واپس پہنچا تو پوچھا کوئی ہمارے اشتہار کو ہاتھ لگا تا ہے؟ میں نے کہا: ''استاد جی! آج تو بہت بری طرح ہاتھ لگایا اور انہوں نے بھی ایک حدیث کا مطالبہ کیا ہے اگر آپ لکھ دیں تو وہ پچاس ہزار روپے انعام دیں گے۔ انہوں نے دستخط کر دیے ہیں۔ استاد جی! آپ حدیث لکھ دیں میں انعام لے کر آتا ہوں۔'' دسمبر کا سردی کا مہینہ تھا استاد جی نے سوال کی ایک سطر پڑھتے ہوئے پورے زور سے تین مرتبہ پسینہ صاف کیا استاد کو پسینہ میں غرق دیکھ کر سوال کے وزن کا اندازہ مجھے بھی ہو رہا تھا۔ ادھر اللہ تعالی کی طرف سے میری ہدایت کا وقت آن پہنچا تھا استاد جی کے منہ سے سوال پڑھتے ہی پہلا جملہ یہ نکلا: ''بیٹا! یہ شرطیں دھوکے کے لیے لگائی جاتی ہیں۔'' یہ سنتے ہی میرے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی، میں نے کہا: ''استاد جی! دھوکا اور دین میں اور وہ بھی قرآن وحدیث کے نام پر؟'' میں نے کہا: ''استاد جی! یہ تو آج مولانا نے سمجھایا ہے کہ تمہارا دین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہیں، تمہارا ایمان محض استاد کی جعلی شرطوں پر ہے اور آج آپ نے خود ہی ان شرطوں کو دھوکا فرما دیا، ہم تو پھر کہیں کے بھی نہ رہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

ایک اور سوال: درس گاہ میں استاد جی کی تپائی پر کتابیں، کاپیاں وغیرہ میں ہی رکھا کرتا تھا ان میں دو موٹی موٹی کاپیاں تھیں۔ ایک پر لکھا تھا ''تقریر صحیح بخاری شریف از علامہ انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند'' دوسری پر لکھا تھا ''تقریر ترمذی شریف از شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند۔'' ایک دن...... میں نے استاد جی سے پوچھا کہ استاد جی! آپ ان مشرکوں کی کاپیاں اپنے پاس کیوں رکھتے ہیں؟ اس زمانہ میں علمائے احناف کو مشرک کہنا ہمارے ہاں بہت بڑی نیکی اور استاد محترم کو خوش کرنے کا بہت بڑا ذریعہ تھا، استاد محترم اس پر بہت خوش ہوتے اور خوب شاباش دیتے۔ استاد جی نے فرمایا: ''بیٹا! مسائل میں ہمارا ان کے ساتھ اختلاف ہے مگر اللہ تعالی نے ان حضرات کو علم سے بہت نوازا ہے۔ ہم ان کی کاپیاں پڑھے بغیر نہ بخاری پڑھا سکتے ہیں نہ ترمذی۔'' آج وہ بات میرے ذہن میں ابھر آئی میں نے پوچھا: ''استاد جی! آپ دھوکا ان لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں جن کی

کا پیاں پڑھے بغیر آپ بخاری اور ترمذی نہیں پڑھا سکتے ؟ استاد جی نے یہ بات سن کر فرمایا: ''جاؤ! دفعہ ہو جاؤ! اب وہاں نہ جانا۔ میں نے کہا: ''استاد جی! آپ حدیث تو لکھ دیں میں انعام لے کر آتا ہوں۔ استاد جی نے ایک تھپڑ مارا کہ جاؤ بیٹھو!

دوبارہ جانا: اب عصر کے بعد میں دوبارہ حضرت مولانا عبدالقدیر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ ''حضرت! مجھے اس بات کا تو یقین ہو گیا کہ یہ سوالات محض دھوکا ہیں۔ لیکن...... یہ فرمایئے کہ آپ لوگ حدیث کے مقابلہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟'' حضرت نے فرمایا: ''یہ بالکل ٹھیک ہے۔ حضرت نے مجھے مطالعہ کے لیے ''اعلاء السنن'' عنایت فرمائی جس کے ساتھ اردو ترجمہ بھی تھا۔ اب میں جب احادیث پڑھتا تھا تو حیرانی ہوتی تھی کہ یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے!!! جو ہم روزانہ بولتے ہیں اب میں نے اپنے استاد جی سے پوچھا کہ ''استاد جی! ان سب احادیث کو جو ''اعلاء السنن'' میں لکھی ہیں، آپ کیوں نہیں مانتے اور ان پر عمل کرنے والوں کو آپ اہل الرائے کیوں کہتے ہیں؟ اور اس کتاب کا کوئی مکمل جواب کسی غیر مقلد عالم نے لکھا ہو تو مجھے بتائیں میں اس کا بھی مطالعہ کروں۔ مگر! پورے تجسس کے بعد بھی یہی پتہ چلا کہ اس کے جواب ساری دنیائے غیر مقلدیت عاجز ہے میں اس کتاب ''اعلاء السنن'' کا وہاں مدرسہ میں بیٹھ کر مطالعہ کرتا تو استاد جی سخت ناراض ہوتے بلکہ ایک دفعہ میری پٹائی بھی کی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اہلحدیث حضرات حدیث کے اتنے دشمن کیوں ہیں؟ میں کہتا: ''آپ مجھے احادیث کیوں نہیں پڑھنے دیتے؟'' وہ بس ایک ہی رٹ لگاتے کہ ''یہ حدیث کی کتاب تم ہمارے مدرسے میں کیوں لائے؟'' میں نے ایک دن دیوار پر خوش خط یہ حدیث لکھ دی کہ ''مَا اَسۡفَرۡتُمۡ بِالۡفَجۡرِ فَاِنَّهٗ اَعۡظَمُ بِالۡاَجۡرِ.'' (کہ فجر کی نماز کو روشن کر کے پڑھو اس میں زیادہ ثواب ہے) پوری مسجد میں شور مچ گیا کہ یہ حدیث کس نے لکھی؟ کیوں لکھی؟ مارو! نکالو اس کو۔ اگلے دن میں نے دیوار پر یہ حدیث لکھ کر لگا دی ''اَبۡرِدُوۡا بِالظُّهۡرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الۡحَرِّ مِنۡ فَيۡحِ جَهَنَّمَ.'' (کہ ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے) اس پر میری جواب طلبی ہوئی کہ تم شرارتیں کیوں کرتے ہو؟ اگلی نماز سے پہلے میں نے دیوار پر یہ حدیث لگا دی ''فَقِيۡهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيۡطَانِ مِنۡ اَلۡفِ عَابِدٍ.'' (ایک فقیہ، شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے) میں نے یہ اندازہ لگایا

کہ ان لوگوں کو جتنا بغض حدیث سے ہے کسی اور چیز سے نہیں۔

تیسری بار: پھر میں مولانا کے پاس گیا اور وہ مجھے پوچھنے لگے کہ "تقلید شخصی کو کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: "شرک۔" فرمایا: "جتنے محدثین کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں ہے کیا وہ سب مشرک ہیں؟ میں نے کہا "بلا شک۔" فرمایا: "پھر تو صحاح ستہ بھی سب مشرک ہو گئے۔ تم "بلوغ المرام" پڑھتے ہو، ابن حجر شافعی بھی مشرک ہوا، تم "نسائی" پڑھتے ہو، وہ بھی امام شافعیؒ کا مقلد ہے، مشرک ہوا۔" اب میں استاد جی کے پاس آیا میں نے پوچھا کہ "کسی محدث یا مسلمہ مورخ نے محدثین کے حالات میں کوئی کتاب طبقات غیر مقلدین نامی لکھی ہو تو وہ دکھائیں؟" استاد جی ناراض ہو گئے کہ تم بس شرارت کرتے ہو اور طلباء کو "اعلاء السنن" سے حدیثیں سناتے ہو اور مسجد کی دیوار پر حدیثیں لکھتے ہو۔ ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے حدیثیں سنانے اور لکھنے سے باز آ جاؤ ورنہ..... مدرسے سے نکل جاؤ! ہمارے پاس طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب نہیں۔" میں پھر حضرت کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ "انگریز کے دور سے پہلے پاک و ہند میں غیر مقلدین کی کوئی مسجد، کوئی مدرسہ، کوئی قبر، کوئی ترجمہ قرآن، کوئی ترجمہ حدیث ہو تو دکھاؤ، کوئی نماز کی مکمل کتاب ہو تو وہ لاؤ! اب جب میں نے استاد جی سے یہ پوچھا تو "کاٹو تو لہو نہیں بدن میں" والا محاورہ سمجھ میں آیا۔ غصے میں بولے: "تمہیں شرارت کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔"

لطیفہ: ایک دن نسائی شریف کا سبق تھا اور مسئلہ قرآت خلف الامام کا تھا میں بھی سبق میں بیٹھا تھا مگر کتاب ہاتھ میں نہیں لی۔ استاد جی نے پوچھا: "کتاب کہاں ہے؟" میں نے کہا: "کمرے میں۔" فرمایا: "لایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا: "وہ تو مشرک کی لکھی ہوئی ہے میں کیوں ہاتھ لگاؤں؟" استاد جی نے بل تو کھائے مگر خاموش رہے۔ امام نسائی نے باقاعدہ باب باندھا ہے **باب تاویل قولہ عزوجل وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ** اور پھر حدیث لائے ہیں" **اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا**" گویا خدا اور رسول دونوں کا حکم ہے کہ امام جب قرات کرے تو مقتدی خاموش رہیں۔ یہ آیت اور حدیث استاد جی کے خلاف تھی۔ استاد جی اس حدیث کو شہید کرنے پر تل گئے فرمایا: "ابو خالد احمر متفرد ہے لہذا یہ حدیث جھوٹی ہے اور ابو خالد احمر کا کوئی متابع دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں

نہیں ۔ میں نے علامہ انور شاہ کشمیری سے بات کی ، وہ بھی کوئی متابع نہ دکھا سکے۔ میں نے آٹھ دس مناظرے کیے ہیں کوئی ماں کا لعل جواب نہیں دے سکا۔ میں تو مطالعہ کر کے بیٹھا تھا دل ہی دل میں استاد جی کی نظرِ عنایت مجھ پر ہوئی ،فرمایا: او حنفی! خالد کا کوئی متابع ہے؟ حالانکہ میں ابھی حنفی نہیں ہوا تھا میں نے کہا: ''استاد جی! آپ اوپر کو منہ اٹھا کر بیٹھتے ہیں اس طرح متابع کیسے نظر آئے گا؟ ذرا آنکھیں کتاب پر لگائیں تو اسی کتاب میں اس کا متابع ''محمد بن سعد انصاری'' موجود ہے اور میں نے اٹھ کر اس پر انگلی رکھ دی ۔فرمایا: ''یہ کیا؟'' میں نے عرض کیا: ''آپ نے جو گالیوں کی تسبیح پڑھنی ہو وہ پڑھ لیں مجھے بتائیں کہ آخر آپ کو سامنے پڑی ہوئی کتاب میں یہ متابع نظر کیوں نہیں آیا؟''بس پھر تو لاٹھی سے پٹائی شروع ہوگئی اور مجھے مدرسے سے نکال باہر کیا گیا ۔اب میں ''اعلاء السنن''اور حضرت مولانا محمد حسن صاحب محدث فیض پوری کی کتاب ''ستہ ضروریہ،الدلیل المبین وغیرہ'' کا مطالعہ کرتا لیکن ابھی ذہن سے غیر مقلدیت نکل نہیں رہی تھی کوئی فقہ کا مسئلہ دیکھتا اس کے لیے حدیث کی تلاش میں بھاگتا،کئی ماہ بعد پھر ذہن نے پلٹا کھایا اب اگر کوئی آیت یا حدیث پڑھتا ہوں تو ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا جو مطلب ذہن میں آیا ہے وہ مرزا قادیانی کی طرح نیا ہی ہے یا اکابر اور اسلاف نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے تو اب خود رائی اور خود بینی کی بیماری ذہن سے نکلی اور غیر مقلدیت کا روگ دل سے رخصت ہوا اور میں اہل السنّت والجماعت حنفی دیوبندی مسلک پر جم گیا ۔ دعا فرمائیں اللہ تعالی ہم سب کو اس مسلک حقہ پر استقامت نصیب فرمائیں۔

آمین!!